حج کرنے کی نیت سے بیت اللہ کا پیدل سفر کرنا

تحریر

شیخ مقبول احمد سلفی حفظہ اللہ

اسلامک دعوۃ سنٹر، مسرہ۔ طائف

Maqubool Ahmed Maquboolahmad.blogspot.com
SheikhMaqubulAhmedFatawa islamiceducon@gmail.com
Sheikh Maqbool Ahmed salafi Off page 00966531437827

حج کرنے کی نیت سے بیت اللہ کا پیدل سفر کرنا

مقبول احمد سلفی

اسلامک دعوۃ سنٹر –شمالی طائف

ان دنوں بہت سے لوگ اس سوال کا جواب جاننا چاہتے ہیں کہ کیاحج کی نیت سے بیت اللہ کا پیدل سفر کرنا صحیح ہے جبکہ آج سفر کی بہت ساری سہولیات میسر ہیں؟

اس سوال کا جواب احادیث رسول میں تلاش کرتے ہیں تو اس سلسلے میں متعدد احادیث ملتی ہیں جن میں مذکور ہے کہ عہد رسالت میں بعض صحابی اور صحابیہ نے بیت اللہ شریف تک پیدل چل کر حج کرنے کی نذر مانی تھی لیکن جب خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے انہیں پیدل سفر کرنے سے منع کیا اور سواری استعمال کرنے کا حکم دیا۔ان احادیث میں سے دو تین یہاں ذکر کرتا ہوں۔

پہلی حدیث: انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :

نذرَتِ امرأةٌ أن تمشيَ إلى بيتِ اللَّهِ فسُئِلَ نبيُّ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عليهِ وسلَّمَ عن ذلِكَ فقالَ إنَّ اللَّهَ لغَنيٌّ عن مَشيِها ، مُروها فلتَركَبْ(صحيح الترمذي:1536)

ترجمہ: ایک عورت نے نذر مانی کہ وہ بیت اللہ تک (پیدل) چل کر جائے گی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کے (پیدل) چلنے سے بے نیاز ہے، اسے حکم دو کہ وہ سوار ہو کر جائے۔

دوسری حدیث: انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :

مرَّ النَّبيُّ صلى الله عليه وسلم بشيخٍ كبيرٍ يتَهادى بينَ ابنيْهِ فقالَ: ما بالُ هذا. قالوا: يا رسولَ اللَّهِ نذرَ أن يمشيَ. قالَ: إنَّ اللَّهَ لغنيٌّ عن تعذيبِ هذا نفسَهُ. قالَ فأمرَهُ أن يرْكب(صحيح الترمذي:1537)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوڑھے کے قریب سے گزرے جو اپنے دو بیٹوں کے سہارے (حج کے لیے) چل رہا تھا، آپ نے پوچھا: کیا معاملہ ہے ان کا؟ لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول! انہوں نے (پیدل) چلنے کی نذر مانی ہے، آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل اس کے اپنی جان کو عذاب دینے سے بے نیاز ہے، پھر آپ نے اس کو سوار ہونے کا حکم دیا۔

تیسری حدیث: عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :

أنَّهُ قالَ للنَّبيِّ صلَّى اللَّهُ عليْهِ وسلَّمَ إنَّ أختي نذرت أن تمشيَ إلى البيتِ , فقالَ إنَّ اللَّهَ لا يصنعُ بِمَشيِ أختِكَ إلى البيتِ شيئًا(صحيح أبي داود:3304)

ترجمہ: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: میری بہن نے بیت اللہ پیدل جانے کی نذر مانی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری بہن کے پیدل بیت اللہ جانے کا اللہ کوئی ثواب نہ دے گا۔

مذکورہ بالا مسئلہ کو سمجھنے کے لئے یہ تین احادیث ہی کافی ہیں، ان احادیث کی روشنی میں ہمیں سب سے پہلی اور اہم ترین بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ سواری اور سہولت ہوتے ہوئے کسی کو دور دراز مقامات سے بیت اللہ کا پیدل سفر نہیں کرنا چاہئے، اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں بیت اللہ کا پیدل سفر کرنا عبادت ہے اور اس پر زیادہ اجر ملتا ہے تو انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ خیال غلط ہے اور اللہ تعالی اس عمل سے بے نیاز ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ سواری ہوتے ہوئے بیت اللہ کا پیدل سفر کرنا جسم کو تکلیف و مشقت میں ڈالنا ہے جس سے اسلام نے ہمیں منع کیا ہے اور اللہ ایسے تکلیف والے عمل سے بے نیاز ہے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ بیت اللہ کا مشقت بھرا پیدل سفر خصوصا اس زمانے میں انسان اس لئے کرتا ہے کہ اسے حج کا زیادہ ثواب ملے (بعض شہرت کے لئے بھی کرتے ہیں) جبکہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دیدی کہ ایسا کرنے میں کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ مقصد شہرت ہو تو پھر حج وبال جان ہے۔

جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اپنے حج کو حج مبرور بنانا چاہتا ہے وہ آپ ﷺ کی طرح حج کا فریضہ انجام دے گا بلکہ آپ نے ہمیں حکم بھی دیا ہے کہ تم مجھ سے حج کا طریقہ سیکھو چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

رأيتُ النبيَّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ يرمي على راحلتِه يومَ النَّحرِ ، ويقول :لِتأْخذوا مناسككم . فإني لا أدري لعلِّي لا أَحُجُّ بعدَ حَجَّتي هذه.(صحيح مسلم :1297)

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ قربانی کے دن اپنی سواری پر (سوار ہو کر) کنکریاں مار رہے تھے اور فرما رہے تھے: تمھیں چاہیے کہ تم اپنے حج کے طریقے سیکھ لو، میں نہیں جانتا شاید اس حج کے بعد میں (دوبارہ) حج نہ کر سکوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے مکہ سفر بھی سواری پر کیا تھا بلکہ آپ نے حج کی ادائیگی بھی سواری پر ہی کی تھی جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث میں بھی ذکر ہے۔

یہاں یہ بات بھی سمجھ لیں کہ عبادت کا مقصود ہرگز انسانی بدن کو تکلیف پہنچانا نہیں ہے چاہے نماز ہو، روزہ ہو یا حج۔ ہاں اگر عبادات کی انجام دہی میں مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے جیسے طواف کرتے ہوئے، سعی کرتے ہوئے تو انسان کو اس تکلیف پر اجر ملے گا لیکن اگر کوئی خود سے تکلیف مول لے تو اس پر اجر نہیں ہے۔ میری اس بات کو سمجھنے کے لئے یہ حدیث بھی ملاحظہ فرمائیں جس میں ہے کہ ایک شخص دھوپ میں کھڑا ہونے کی نذر مانتا ہے۔

عنِ ابنِ عبَّاسٍ قالَ : بينما النَّبِيُّ صلَّى اللَّه عليه وسلم يخطبُ إذا هوَ برجلٍ قائمٍ في الشَّمسِ فسألَ عنْهُ قالوا هذا أبو إسرائيلَ نذرَ أن يقومَ ولاَ يقعدَ ولاَ يستظلَّ ولاَ يتَكلَّمَ ويصومَ . قالَ مروهُ فليتَكلَّم وليستظلَّ وليقعد وليتمَّ صومَهُ(صحيح أبي داود:3300)

ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ اسی دوران آپ کی نظر ایک ایسے شخص پر پڑی جو دھوپ میں کھڑا تھا آپ نے اس کے متعلق پوچھا، تو لوگوں نے بتایا: یہ ابواسرائیل ہے اس نے نذر مانی ہے کہ وہ کھڑا رہے گا بیٹھے گا نہیں، نہ سایہ میں آئے گا، نہ بات کرے گا، اور روزہ رکھے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے حکم دو کہ وہ بات کرے، سایہ میں آئے اور بیٹھے اور اپنا روزہ پورا کرے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ سواری چھوڑ کر کسی مسلمان کے لئے درست نہیں ہے کہ وہ اپنے ملک سے پاپیادہ مکہ مکرمہ کا سفر کرے اور حج کا فریضہ انجام دے، اس عمل سے ہم سب کے پیارے حبیب محمد ﷺ نے منع فرمایا ہے اس لئے ہم آپ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے آسانی کا راستہ اختیار کریں جیسا کہ آپ امت کے لئے ہمیشہ دو معاملوں میں آسانی کا راستہ اختیار فرماتے اور امت کو مشقت سے بچاتے۔

ابن ماجہ کی ایک حدیث سے غلط فہمی نہ پیدا ہو کہ رسول اور اصحاب رسول نے مدینہ سے مکہ کا پیدل سفر کیا، دراصل یہ حدیث ضعیف ہے۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :

حجَّ النَّبيُّ صلَّى اللَّهُ عليهِ وسلَّمَ وأصحابُهُ مشاةً منَ المدينةِ إلى مَكَّةَ وقالَ اربُطوا أوساطَكم بأُزُرِكم ومشى خلطَ الهرولةِ(ضعيف ابن ماجه:610)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے مدینہ سے مکہ پیدل چل کر حج کیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے تہ بند اپنی کمر میں باندھ لو، اور آپ ایسی چال چلے جس میں دوڑ ملی ہوئی تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی سواری قصواء پر سفر کیا،ہاں بعض صحابہ سواری نہ ہونے کی وجہ سے پیدل بھی حج میں شریک تھے،یہی مفہوم سورہ حج کی ستائیسویں آیت کا ہے کہ جس کے پاس سواری ہوگی وہ سوار ہوکر آئیں گے اور جس کے پاس سواری نہیں ہوگی وہ پاپیادہ آئیں گے جبکہ آج سواری کا مسئلہ نہیں ہے اس لئے جان جوکھم میں ڈالنے کی بجائے سہولت کا راستہ اختیار کیا جائے۔

شہاب چٹور، مکہ کا پیدل سفر اور اعمال حج کی انجام دہی

(تکملہ سابق مضمون)

ان دنوں شہاب چٹور نامی ایک لڑکا کافی چرچا میں ہے جو کیرلا سے مکہ کے لئے پاپیادہ عازم سفر ہے۔اس مسئلہ پر مجھ سے کافی لوگوں نے سوال کیا تو مختصر طور پر ہی سہی مختلف پہلوؤں سے میں نے مسئلہ کی وضاحت کردی تھی۔ پھر بھی بعض لوگ چند ایک جزئیات کی وضاحت چاہتے ہیں جن کو میں نے مضمون میں بھی ذکر کیا ہے لیکن چونکہ سوشل میڈیا پر عام لوگ بھی موجود ہیں انہیں ہر بات اشاروں میں یا اختصار میں سمجھ نہیں آتی،ان لوگوں کے لئے سابقہ مضمون کی روشنی میں ہی چند ایک جزئیات کی مزید وضاحت کردیتا ہوں تاکہ ہر کس وناکس کے لئے بات واضح رہے۔

پہلا مسئلہ: کیا پیدل سفر کرنا عبادت ہے یا طاعت وبھلائی کا کام ہے جس پر اجر دیا جائے گا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ پیدل سفر کرنا نہ کوئی عبادت ہے،اور نہ کوئی طاعت وخیر کا کام ہے جس پر مسلمان کو اجر ملے گا۔اس کی دلیل یہ ہے کہ جب ایک عورت نے پیدل کعبہ تک سفر کرنے کی نذر مانی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان اللہ لغنی عن مشیھا(صحیح الترمذی:1536)یعنی اللہ تعالی اس عورت کے پیدل چلنے سے بے نیاز ہے۔ حدیث کا یہ ٹکڑا بتاتا ہے کہ پیدل چلنا کوئی طاعت کا کام نہیں تھا اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو پیدل سفر کرکے بیت اللہ پہنچنے سے منع فرمایا،اگر

ایسی بات نہ ہوتی توآپ کیوں منع فرماتے جبکہ نذر عبادت ہے اوراس کا پورا کرناواجب ہے۔آپ نے حجۃالوداع کے موقع سے پیدل حجاج کو منع نہیں کیاتو یہاں کیوں منع فرمایا؟

اس طرح ایک بات صاف ہوگئی کہ پیدل سفر کرنا کوئی بھلائی نہیں ہے اس لئے کوئی مسلمان اس امید میں کہیں کا پیدل سفر کرے کہ اسے پیدل سفر کرنے کی وجہ سے اجر ملے گا شریعت کی نظر میں غلط ہے۔

دوسرا مسئلہ: کیا عبادت میں جسمانی تکلیف مطلوب ہے؟

ہر گز نہیں،عبادت کا مطلب اللہ اوراس کے رسول کے احکام کی بجاآوری ہے۔اس بارے میں میراایک تفصیلی مضمون ہے "کیاروزے کا مقصد جسم کوتکلیف پہنچاناہے؟"اس کا مطالعہ مفید ہوگا۔اسلام نے توہراس عمل سے روکا ہے جس میں جان کا خطرہ ہے یا جسم اوراس کے کسی عضو کو نقصان پہنچ سکتاہے۔اللہ کا فرمان ہے: اپنے ہاتھ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔(القرآن)یعنی ایساکام نہ کروجس میں ہلاکت ونقصان کااندیشہ ہو۔

ذرااندازہ کیجئے کہ کیرلاسے پاکستان،ایران، عراق اور کویت ہوتے ہوئے مکہ کا8640کلو میٹر کاسفر کس قدر طویل ہے۔ اس سفر میں سردی، کھانسی، بخار، تھکاوٹ، ضروریات، غسل وحاجت، پاکی وناپاکی، نماز کی پابندی، نیندوآرام، کھاناپینا، موسم کے اثرات، راستے کی ناہمواری اور دیگر سفری صعوبات وغیرہ جیسے کتنے سارے مسائل شہاب کے لئے ہوسکتے ہیں۔کیااسلام ہمیں ایسی تعلیم دیتاہے کہ اتنے سارے مسائل میں الجھ کراور جان جوکھم میں ڈال کر کوئی عبادت انجام دیں؟اسلام ہر گزایسی تعلیم نہیں دیتاہے۔

شہاب کے ان مسائل کوذہن میں رکھتے ہوئے ان کے ایک سال کے سفر کورسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کی روشنی میں پرکھیں اور صحیح وغلط کافیصلہ کریں۔نبی ﷺ نے فرمایا: سفر عذاب کاایک ٹکڑاہے، آدمی کو کھانے، پینے، اور سونے (ہر ایک چیز) سے روک دیتاہے اس لئے جب کوئی اپنی ضرورت پوری کرچکے توفوراگھر واپس آجائے۔(صحیح بخاری:1804)

اس حدیث میں ان تمام بھائیوں کے لئے عبرت ہے جو شہاب اور ان جیسے نوجوانوں کو جوش دلا کر پیدل لمبا سفر کرنے پر تعریف کے پل باندھنے میں لگے ہیں، اس طرح جوش میں پھر کوئی شہاب نکلے گا۔ ہمیں سفر کم سے کم، مختصر اور حسب سہولت کرنا ہے اور فوراً گھر (اہل وعیال میں) لوٹ جانا ہے نہ کہ اپنے سفر کو طول دینا ہے۔

تیسرا مسئلہ: کون سی تکلیف پر اجر ھے؟

متعدد احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جسمانی تکلیف پر بھی مومن کو اجر ملتا ہے تو اب سوال یہ ہے کہ وہ کون سی تکلیف ہے جس پر اجر ملتا ہے؟

شہاب کے مسئلہ کو صحیح سے سمجھنے کے لئے اس باریکی کو سمجھنا ضروری ہے۔ تکلیف دو قسم کی ہیں۔ ایک تکلیف تو وہ ہے جو آدمی خود سے مول لے جیسا کہ ایک شخص نے نذر مان لی کہ وہ نہ بیٹھے گا، نہ سایہ لے گا بلکہ دھوپ میں کھڑا رہے گا، جب نبی ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے اس سے منع فرمادیا۔ یہ وہ تکلیف ہے جو خود سے آدمی مول لے رہا ہے، شریعت میں ایسی تکلیف نہ مطلوب ہے، نہ ماجور۔ دوسری قسم کی تکلیف وہ ہے جو عبادات کی انجام دہی سے لاحق ہوتی ہے جیسے کوئی عمرہ کرے، اس عمرہ میں طواف سے اور سعی سے جو جسمانی الم لاحق ہو اس پر اجر دیا جائے گا، یہ وہ تکلیف ہے جس کو انسان نے خود اپنے اوپر نہیں ڈالا ہے بلکہ نفس عبادت کی تکلیف ہے جو مطلوب وماجور ہے۔

یہاں ہمیں اصل مسئلہ کا حل معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہ ہے کہ سہولت چھوڑ کر انڈیا سے بیت اللہ کا پیدل سفر کرنا خود سے تکلیف مول لینا ہے جس پر اجر تو نہیں ملے گا لیکن نیت میں فساد ہو تو گناہ ضرور ملے گا۔ گویا فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے انڈیا سے مکہ کا پیدل سفر کرنا الگ معاملہ ہے اور دوران حج، پیدل اعمال حج انجام دینا الگ معاملہ ہے۔ انڈیا سے مکہ پیدل سفر کرنا کوئی اجر کا کام نہیں ہے لیکن اعمال حج پیدل انجام دینا اجر کا معاملہ ہے کیونکہ ایک جگہ سہولت چھوڑ کر خود سے مصیبت مول لی جارہی ہے جبکہ دوسری جگہ عبادت کی انجام دہی سے جسم کو تکلیف ہو رہی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے کسی صحابی یا صحابیہ کو مناسک حج کی ادائیگی پیدل کرنے سے منع نہیں فرمایا ہے بلکہ دور دراز مقامات سے بیت اللہ کا پیدل سفر کرنے سے منع فرمایا ہے۔اس لئے ہم یہ کہیں گے کہ انڈیا سے بیت اللہ کا پیدل سفر کرنا آج کے زمانے میں غلط ہے لیکن اعمال حج کی ادائیگی پیدل انجام دینا صحیح ہے اور اگر کوئی رسول کی اقتداء میں حج کے اعمال سواری کے ذریعہ انجام دے تو بھی جائز ہے۔

چوتھا مسئلہ: مشکل وآسان کے درمیان دو معاملات میں کس کو اختیار کیا جائے گا؟

آج سے کچھ سالوں پہلے عموما لوگ ایک مقام سے دوسرے مقام کا سفر پیدل کیا کرتے تھے،وہ اس لئے پیدل سفر نہیں کرتے تھے کہ اس پہ اجر ملے گا بلکہ سواری کی سہولت میسر نہیں تھی، جس کو سواری میسر تھی وہ سفر کے لئے سواری استعمال کرتے تھے۔پھر طویل مسافتی سفر کے لئے سواری کسی کسی کو میسر ہوتی تھی اس لئے حج کے بارے میں ہم سنتے ہیں کہ فلاں فلاں نے بیت اللہ کا پیدل سفر کیا جبکہ کوئی کوئی سواری پر آیا کرتا جسے سواری نصیب ہوتی۔اللہ تعالی نے بیت اللہ کی طرف آنے والے اسی کیفیت کا ذکر کیا ہے " یاتوک رجالا و علی کل ضامر "لوگ پاپیادہ بھی آئیں گے اور دبلے پتلے اونٹوں پر بھی۔یہاں اللہ تعالی بندوں کو پیدل سفر کرنے کا حکم نہیں دے رہا ہے بلکہ اس زمانے کی کیفیت بیان کر رہا ہے۔

جب آج سفر کے لئے سہولت موجود ہے اور ہم دنیاوی ہر کام کاج کے لئے اس سہولت سے فائدہ اٹھاتے ہیں،ہمارا حال یہ ہے کہ معمولی سی معمولی دوری گاڑی کے ذریعہ طے کرتے ہیں پھر حج کے لئے تکلف اور تکلیف کیوں؟ یہ کافی اہم سوال ہے؟ شاید آپ سمجھتے ہیں کہ بیت اللہ کا پیدل سفر کرنا اجر کا باعث ہے جبکہ میں نے اوپر بتلایا دیا ہے کہ یہ عمل اجر کا باعث نہیں ہے۔ہاں آپ پیدل حج کے مناسک انجام دیتے ہیں تو یہ باعث اجر ہے اور سواری لیتے ہیں تو یہ بھی جائز ہے۔

اس بات کو رسول اللہ کی ایک حدیث سے بھی سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ کو دو چیزوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کا اختیار دیا گیا تو آپ نے ہمیشہ ان میں آسان چیز کو اختیار فرمایا۔(صحیح بخاری:6126)

اس حدیث کی روشنی میں شہاب چٹور (مع اہل وعیال) کی ایک سال کی مسلسل تکلیف کو دیکھیں تو کیا شریعت کی روشنی میں ان کا عمل غلط نہیں ہے، کیا انہیں رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے آسان طریقہ یعنی سواری کا استعمال نہیں کرنا چاہئے تھا؟ وہ لوگ زیادتی کررہے ہیں جو مسائل کے استنباط میں قدیم زمانے کے لحاظ سے وارد ہونے والی ایک بات کو لے لیتے ہیں اور شریعت کے بہت سارے نصوص کو بھول جاتے ہیں۔ایک صحابی جسے سفر میں احتلام ہوگیا،اس حال میں کہ ان کا سر زخمی تھا تو صحابہ نے غسل کا حکم دے دیا،اس وجہ سے وہ وفات پاگئے،رسول اللہ نے کہالوگوں نے اسے ہلاک کردیا،سر کو چھوڑ کر باقی جسم دھولینا کافی تھا۔(ابن ماجہ:572)ہم لوگ اس طرح کسی کی ہلاکت کا سبب نہ بنیں۔

ایک اشکال کی وضاحت:پہلے لوگ بیت اللہ کا پیدل سفر کرتے تھے تو کیا وہ غلط تھے؟

نہیں وہ غلط نہیں تھے،وہ صحیح پر تھے کیونکہ ان کے زمانے میں قدموں سے چلنا ہی اصل ذریعہ تھا۔اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے ایک ہزار مرتبہ پیدل سفر کرکے حج کیا تو آپ یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ آدم علیہ السلام دوسری جگہوں کا بھی پیدل ہی سفر کرتے تھے،ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے بیت اللہ کا پیدل سفر کیا تو وہ اور مقامات کے اسفار بھی پیدل ہی کیا کرتے تھے،جہاں کہیں سواری میسر ہوئی تو سوار ہوگئے ورنہ عموما لوگ پیدل ہی چلتے تھے۔اپنے گھر کے بوڑھے پرانے سے پوچھیں وہ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کیسے جاتے تھے؟ جیسے جیسے سہولت پیدا ہوئی،لوگ سہولت اختیار کرنے لگے اور اب کوئی ایک شہر سے دوسرے شہر کا پیدل سفر نہیں کرتا۔پھر بات وہیں پہنچتی ہے کہ جب ہم ہر کام کاج کے لئے سواری استعمال کرتے ہیں تو مکہ کے سفر کے لئے سواری کیوں مانع ہے جبکہ پیدل چلنا کوئی عبادت کا معاملہ بھی نہیں ہے۔ساتھ ہی ان دنوں پیدل مکہ کا سفر کرنے سے عبادت میں ریا کا امکان پیدا ہونے کا ڈر ہے جیسا کہ اس معاملہ میں ہم دیکھ بھی رہے ہیں۔بس اتنا فرق ذہن میں رکھیں کہ سفر دنیاوی معاملہ ہے اور کل وآج کے سفر میں فرق ہے،کل لوگ عدم سہولت کی وجہ سے عموما پیدل سفر کرتے تھے جبکہ آج سہولت ہونے کی وجہ سے سواری پہ سفر کرتے ہیں۔

پیدل حج کی فضیلت میں سنن کبری للبیہقی کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو مکہ سے پیدل حج کرے یہاں تک کہ مکہ واپس لوٹ جائے تو اللہ اس کے لئے ہر قدم پر سات سو نیکیاں لکھتا ہے اور ہر نیکی حرم کی نیکی کے برابر ہے۔(بیہقی)اولا یہ

حدیث انڈیا سے بیت اللہ تک سفر کرنے سے متعلق نہیں ہے بلکہ جہاں اعمال حج انجام دینا ہے وہاں کے لئے ہے،ثانیا اسے شیخ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف الترغیب میں موضوع قرار دیا ہے۔(ضعیف الترغیب: 691)اس لئے اس حدیث سے کسی قسم کا استدلال باطل ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ دین کے معاملہ میں ہم وہاں آسانی پر عمل کریں جہاں رخصت دی گئی ہو اور نفس کو ایسی مشقت سے بچائیں جو اللہ کی نظر میں لغو وبے معنی ہو۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبادت کے معاملہ میں رسول اللہ سے ایک عورت کی نماز کے بارے میں کثرت اشتیاق وپابندی کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: علیکم بما تطیقون (بخاری: 43)تمہارے اوپر اتنا ہی عمل واجب ہے جتنے عمل کی تمہارے اندر طاقت ہے۔غور کریں جب عبادت کے معاملہ میں تکلیف مالا یطاق سے منع کیا جارہا ہے تو دنیاوی معاملات میں نفس پر خود سے ناقابل برداشت بوجھ ڈالنا کیوں کر ممنوع نہ ہوگا؟۔غور فرمائیں۔

****

نوٹ: اسے خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی شیئر کریں۔

مزید دینی مسائل، جدید موضوعات اور فقہی سوالات کی جانکاری کے لئے وزٹ کریں۔

YOUTUBE LINK KE LIYE CLICK KARE

WEBSITE KELIYE CLICK KARE

MAZEED PDFS KE LIYE CLICK KARE

DATE :31/7/2022